

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

زکوٰۃ کی اہمیت و فضیلت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كَنْزُكُمْ لَا تَنْفَسِكُمْ فَعُدُّوْا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُوْنَ (سورة توبة ۳۴-۳۵)

”جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کو خرچ نہیں کرتے ان کو خبر دیں دردناک عذاب کی۔ اس دن سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پس داغا جائے گا اس کے ساتھ ان کی پیشانی کو اور ان کے پہلو کو اور ان کی کمر کو اور کہا جائیگا کہ یہ وہی ہے جس کو تم نے اپنی ذات کیلئے جمع کیا تھا پس اب اپنے خزانے کا مزہ کچھ لو۔“

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا عذاب:

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من آتاه اللہ ما لا فلم یود زکوٰۃ مثل له يوم القيامة شجاعاً أقرع له زبیتان یطوفه يوم القيامة ثم یأخذ بلہرمتیه (یعنی شدقیہ) ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولا یحسبن الذین یبخلون..... الا یہ (رواہ البخاری)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہ دولت قیامت کے دن اس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گی جس کے انتہائی زہریلے پن کی وجہ سے اس کے سر کے بال جھڑ چکے ہوں گے اور اسکی آنکھوں کے اوپر دوسفید نقطے ہوں گے (یاد رکھیں کہ جس سانپ میں یہ دو باتیں جمع ہوں وہ خطرناک اور انتہائی زہریلا سمجھا جاتا ہے) پھر وہ سانپ اس زکوٰۃ نہ دینے والے کنبوس کے گلے کا طوق یا ہار بنا دیا جائے گا پھر اسکی دونوں (باچھیں) پکڑے گا اور اسے کاٹا ہوا کہے گا، میں تیری دولت ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔“

یہ فرمانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا کہ تم بھی اس کی مانند بنو۔

© rasailojaraid.com

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنَّهُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ
سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
خَبِيرٌ“ (ال عمران - ۱۸۰)

”اور گمان نہ کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال و دولت میں جو رب العالمین نے اپنے فضل و کرم سے ان کو دیا ہے اور یہ اس مال سے نکال نہیں دیتے کہ وہ مال دولت ان کیلئے بہتر ہے بلکہ آخر الامر وہ ان کے لئے بدتر اور شر ہے۔ قیامت کے دن ان کے گلوں میں طوق بنا کے ڈالی جائے گی۔ وہ دولت جس میں انہوں نے بخل کیا (اور اس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی اور اللہ ہی کے لئے سلطنت آسمان اور زمین کی ہے اور اللہ تعالیٰ ان اعمال پر خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔“

زکوٰۃ کا معنی و مفہوم:

محترم سامعین! زکوٰۃ کا لغوی معنی طہارت و پاکی ہے اور اصطلاح شریعت میں اپنے مال کی ایک خاص مقدار کسی نادار مسلمان کو مالک بنا کر دینا اور اس عطیے کے پیچھے مال دینے والے شخص کی کوئی دنیاوی منفعت اور کسی بدلے وغیرہ کی لالچ نہ ہو بلکہ محض خداوند تعالیٰ کی رضا پیش نظر ہو، دین اسلام کی عمارت جس پانچ ستونوں پر قائم دوام ہے زکوٰۃ ان میں ایک اہم ستون ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله واشهد ان محمد عبده ورسوله واقام الصلوة

وايتاء الزكوة وصوم رمضان وحج البيت من استطاع اليه سبيلا۔

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے یہ شہادۃ اور گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت کا حج کرنا جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔“

فرضیت زکوٰۃ:

۲ھ میں زکوٰۃ فرض ہوئی اور اس کی فرضیت کتاب اللہ، سنت اور اجماع سے ثابت ہے قرآن مجید بڑے تاکید اور اہمیت کے ساتھ نماز کے ذکر کے بعد زکوٰۃ کا حکم دیتا ہے کہ ’اتوا الزکوٰۃ‘ یعنی زکوٰۃ ادا کرو اور اس طرح ۸ جگہوں پر نماز اور زکوٰۃ دونوں کو اکٹھا فرمایا کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ جس طرح نماز فرض ہے اسی طرح زکوٰۃ فرض ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت:

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا حکم پہلے پیغمبروں کی شریعت

میں بھی نماز کے ساتھ برابر رہا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر سورۃ الانبیاء میں ذکر کرنے کے بعد رب العالمین کا ارشاد ہے: **واوحینا الیہم فعل الخیرات و اقام الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ الخ** یعنی ہم نے ان کو حکم دیا نیکیوں کے کرنے کا (بالخصوص) نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا اور اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: **”و کان یأمر اہلہ بالصلوۃ و الزکوۃ“** اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ بہر حال عبادت کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی نظر مادیت سے ہٹ کر روحانیت پر پڑ جائے۔ یعنی جو کچھ بھی دنیا میں ہے وہ اس کا ذاتی نہیں، جس طرح آدمی نماز میں قیام، رکوع اور سجدے کے ذریعے اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ ان تمام اعضاء اور تمام بدن کا مالک میں خود نہیں ہوں بلکہ ان کو عاجزی سے جھکا کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت و کبریائی بیان کرتا ہے تو اس طرح جو مال اللہ تعالیٰ نے دیا ہوتا ہے تو اس مال سے بھی غرباء اور مساکین کا حصہ نکال کر یہ یقین کراتا ہے کہ یہ میرا مال نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتا ہے۔

معاشرے کی اصلاح:

محترم حاضرین! زکوٰۃ کا مقصد یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے ضرورت مندوں، غرباء اور مساکین کی مدد ہوتی ہے جس کے ذریعے معاشرے کی اصلاح اور کافی مسائل اور پریشانی سے نجات حاصل ہوتی ہے اس طرح زکوٰۃ ادا کرنے کی وجہ سے انسان کے دل سے دنیا کی محبت اور دولت پرستی کی بیماری ختم ہو جاتی ہے جو کہ تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا ایک بہت بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ اسلام نہیں چاہتا کہ دولت کسی ایک فرد کے ہاتھ میں جمع ہو، یا معاشرے میں کوئی ایک جماعت ایسی ہو کہ جو دولت کو جمع کرے، بلکہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ دولت ہمیشہ گردش میں رہے اور زیادہ سے زیادہ افراد میں پھیلے اور تقسیم ہوتی رہے۔

اسلام کا قانون کفالت:

چونکہ اسلام دین فطرت ہے تو اسوجہ سے انسانی فطرت کے تمام تقاضوں کو مد نظر رکھ کر احکام و مسائل بیان کرتا ہے اس سلسلے میں اس معاشرے میں چونکہ غریب بھی رہ رہا ہے تو اس کے مسائل کو بھی مد نظر رکھ کر ان کی کفالت کا نظام مرتب کیا۔ جس کی مثال کہیں بھی اور کسی مروجہ قانون یا ازم میں نہیں ملتی، اسلام نے غربت کے مسئلہ کو حل کرنے کی طرف جس قدر توجہ دی اور جتنا زیادہ زور دیا اس کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے ہو سکتا ہے کہ اسلام کا ابھی ابتدائی دور تھا اور محض چند لوگوں نے

اسلام قبول کیا تھا اور وہ بھی قسم قسم کی تکالیف اور کفار کے مظالم کا شکار تھے۔ رب کائنات نے ان کو مساکین و غرباء کی مدد کا حکم مختلف انداز میں دیا۔ چنانچہ کبھی ”اطعام مساکین“ کے الفاظ سے مخاطب فرمایا اور کبھی ”مسائل محروم“ کا حق ادا کرنے پر زور فرمایا تو کبھی ”إيتاء الزكوة“ یعنی زکوٰۃ دینے کا عنوان اختیار فرمایا۔

مالداروں کی دولت میں فقراء کا حصہ:

آج پوری دنیا میں کبھی سوشلزم کی بات ہوتی ہے اور کبھی کمیونزم کی۔ جس میں غریبوں کی فلاح کیلئے مدد کا نعرہ لگا کر غریب کو مالدار کے خلاف اُکسایا جاتا ہے اور جنگ کا سماں پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ جنگ کبھی نہ ہوتی اور نہ ہوگی اگر اسلام کے اس اہم ترین رکن کی ادائیگی صحیح طریقے سے ہو کیونکہ اگر کسی بھی ملک کی دولت کا چالیسواں حصہ جب ضرورت مندوں، غریبوں میں تقسیم ہوگا اور یہ عمل ایک تسلسل سے جاری رہے گا تو ملک میں کوئی بھی حاجت مند اور غریب ایسی حالت میں نہ ہوگا کہ اس کی حاجت پوری نہ ہو سکے۔ بہر حال مالداروں اور دولت مندوں کے مال میں غریب حاجت مند لوگوں کا ایک متعین حصہ ہے اگر کوئی مالدار زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو وہ گویا غریب و مسکین کے حق پر زبردستی قابض ہے کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

ماخالطت الزكوة مالا قط الاهلك (مشکوٰۃ)

”یعنی زکوٰۃ کا مال جس مال میں شامل ہوگا اس کو ہلاک کر کے چھوڑے گا۔“

مطلب یہ ہے کہ اگر اپنے مال سے زکوٰۃ نہیں نکالے گا تو چونکہ وہ غریب کے حصہ کو اپنے مال میں شامل کر رہا ہے۔ اس لئے فرمایا: کہ زکوٰۃ کا مال اپنے مال میں شامل کرنے والا ہلاکت کے اسباب پیدا کر رہا ہے۔

مال کا میل کچیل:

محترم دوستو! اسی طرح ایک دوسری حدیث مقدسہ میں زکوٰۃ کے مال کو میل کچیل قرار دیا گیا

ہے چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ: ان هذه الصدقات انما هي او ساخ الناس (مشکوٰۃ)

”بے شک یہ زکوٰۃ کا مال لوگوں کے (مال) کے میل کے سوا کچھ نہیں۔“

چنانچہ اسی میل اور گند سے اپنے مالوں کو صاف کرتے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا

”(اے محمد ﷺ) ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے کر ان کے مالوں کو پاک کر دیجئے۔“

بہر حال جس طرح گنے کے رس کو گڑ بنانے کے لئے پکایا جاتا ہے اور پر میل کچیل جھاگ کی صورت میں آجاتی ہے جس کو باہر نکال دیا جاتا ہے ورنہ یہ میل کچیل گڑ کا ذائقہ اور معیار خراب کر دیتا ہے اور مارکیٹ میں فروخت کے قابل نہیں رہتا اسی طرح یہ زکوٰۃ بھی مال کی میل کچیل ہے اگر اسکو مال سے جدا نہ کیا جائے تو مال خراب ہو جاتا ہے اور پھر اسکی صحیح قیمت نہیں رہتی بلکہ کبھی حادثہ، بیماری اور ناگہانی آفت کی نذر ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ سے مال بڑھتا ہے:

آج لوگ زکوٰۃ کو اس وجہ سے ادا نہیں کرتے کہ اس سے مال کم ہو جائے گا لیکن زکوٰۃ کا ایک معنی برکت اور بڑوتی یعنی مال کا بڑھنا اور زیادہ ہونا ہے اور یہ ایک مشاہداتی بات ہے کہ جو شخص بروقت زکوٰۃ ادا کرتا ہے اس کے مال میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ مختلف مصائب اور مشکلات میں مبتلا رہتا ہے ایسے شخص کیلئے قرآن و حدیث میں سخت سخت وعیدات ذکر ہیں۔ جیسا کہ ابتداء خطبہ میں جو آیت مبارکہ تلاوت کی اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے سخت دردناک عذاب کا تذکرہ فرمایا ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کہ جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان کو تین اطراف سے عذاب دیا جائے گا پہلے پیشانی کی طرف سے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب مالدار آدمی سے سائل زکوٰۃ طلب کرتا ہے تو پہلے وہ منہ موڑ لیتا ہے اور دوسرا عذاب پہلو کی جانب سے دیا جاتا ہے کیونکہ سائل کے اصرار پر وہ پہلو تبدیل کر لیتا ہے اور تیسرا عذاب کمر کی جانب سے دیا جاتا ہے کیونکہ سائل کے مزید اصرار پر وہ اسکی طرف پشت کر دیتا ہے اسی وجہ سے تینوں وجہوں سے اس کو دردناک عذاب دیا جائے گا اسی طرح رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ معراج کی رات میرا گزر ایک قوم پر ہوا کہ انکی شرم گاہ پر آگے اور پیچھے چھیتڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

مانعین زکوٰۃ سے قتال:

بہر حال زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں نہایت اہم اور ممتاز مقام کا حامل رکن ہے جس پر اسلام کی عمارت قائم و دائم ہے اور تمام مذاہب اسکی افادیت پر متفق ہیں اسی لئے فقہائے کرام نے فرمایا: کہ زکوٰۃ اور اسکی

فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور اسلام سے بالکل خارج ہے اسی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اسلام میں منکرین زکوٰۃ کے بارے میں واضح شرعی حکم موجود ہے اور اسی پر اجماع بھی ہے کہ اگر صاحب قوت و ثروت جماعت سرکشی اختیار کرے اور زکوٰۃ سے انکار کر دے تو پھر اسلام نے ان سے باقاعدہ جنگ کرنے کا بھی حکم دیا ہے اور اس فرض کی ادائیگی کیلئے جان سے مار ڈالنے اور خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کیا ہے۔

اسی سرکشی اور بغاوت کے طور پر زکوٰۃ سے انکار کرنے والوں سے باقاعدہ جنگ احادیث صحیح اور اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے چنانچہ رسول ﷺ کی وفات کے بعض علاقوں کے ایسے لوگ جو بظاہر اسلام قبول کر چکے تھے اور توحید کا اقرار بھی کرتے تھے اور نماز بھی پڑھتے تھے لیکن زکوٰۃ کا انکار کیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور فرمایا: کہ یہ لوگ نماز اور زکوٰۃ کے حکم میں فرق کرتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لائے ہوئے مبارک دین سے انحراف وارد دے ہے صحیح بخاری و مسلم کی مشہور روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان ہی منکرین زکوٰۃ کے بارے میں حضرت عمر فاروقؓ کو جواب دیتے ہوئے فرمایا واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والذکوٰۃ خدا کی قسم نماز اور زکوٰۃ کے درمیان جو لوگ تفریق کریں گے میں ضرور ان کے خلاف جہاد کروں گا پھر تمام صحابہ کرامؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس نقطہ نظر کو قبول کر لیا اور اس بات پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع قائم ہوا۔

زکوٰۃ کے دو فائدے:

معزز حاضرین! امام شاہ ولی اللہ دہلوی نے زکوٰۃ کے دو مصالح بیان کئے پہلی مصلحت ”تہذیب نفس“ یعنی نفس کی صفائی و پاک کی۔ چونکہ نفس، حرص اور بخل کا آپس میں بے حد تعلق ہے حرص بدترین اخلاق میں سے ہے جو دنیا سے رخصت ہونے کے بعد انسان کو سخت ہلاکت میں ڈال سکتی ہے جو حریص ہوگا مرتے دم تک اس کا دل مال میں انکار رہے گا اور اس کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اگر زکوٰۃ کی ادائیگی کا سلسلہ اس نے جاری رکھا ہو تو یہ حرص اس سے ختم ہو جائے گی، جو آخرت میں اس کو نفع پہنچانے کا ذریعہ ہوگی۔ دوسری مصلحت کا تعلق معاشرہ سے ہے چونکہ زیادہ تر مالدار لوگوں کا تعلق شہروں سے ہوتا ہے وہاں ضحفاء، نادار، مفلوک الحال جمع ہوں گے اگر ان کی ہمدردی و اعانت کی یہ سنت نہ ہو تو وہ سب بھوک سے ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ شہروں کا نظام مال پر قائم ہوتا ہے اور ان شہروں کے ذمہ دار اور مدبرین و منتظمین اپنی ان مشغولیات کی وجہ سے باقاعدہ ذریعہ معاش اختیار نہیں کر سکتے ان کی معیشت کا انحصار اسی پر ہوتا ہے مشترکہ اخراجات یا چندے کرنا نہ تو سب کے لئے آسان ہے اور نہ ہی ممکن ہے۔ اس لئے عوام

سے ان مصالحوں کے لئے رقم وصول کرنا مناسب دستور ہے۔ چونکہ مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ دونوں مصالحوں یعنی مسئلہ تہذیب نفس اور اصلاح معاشرہ آپس میں لازم و ملزوم رہیں اس لئے شریعت نے زکوٰۃ کو فرض کر کے ان دونوں میں ہم آہنگی قائم رکھی ہے۔

زکوٰۃ اور ٹیکس میں فرق:

محترم سامعین! زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کا سبب اور مال کے بڑھنے کا سبب ہے اور زکوٰۃ عبادت ہے نہ کہ ٹیکس یا جبری جرمانہ حضرت مولانا عبدالکلام آزاد فرماتے ہیں: کہ زکوٰۃ کی نوعیت عام خیرات کی سی نہیں ہے بلکہ یہ اپنے پورے معنوں میں ایک انکم ٹیکس ہے جو اسلامی حکومت نے ہر کمانے والے فرد پر لگایا ہے بشرطیکہ اسکی کمائی اسکی ضروریات زندگی سے زیادہ ہو موجودہ زمانے میں انکم ٹیکس میں اور اس (زکوٰۃ) میں صرف دو باتوں کا فرق ہے ایک یہ کہ زکوٰۃ اپنی نوعیت میں زیادہ وسیع مفہوم رکھتی ہے یعنی صرف کاروبار کی گھٹی بڑھتی آمدنی پر ہی عائد نہیں ہوتی بلکہ اندوختے پر بھی واجب ہو جاتی ہے اگرچہ اس سال کوئی نئی آمدنی نہ ہوئی ہو، نیز اس سال کی تمام ملکیتیں بھی اس میں داخل ہیں جو بڑھنے کی استعداد رکھتی ہیں مثلاً مویشی وغیرہ اور دوسرا یہ کہ مقصد کے لحاظ سے یہ ایک خاص مصرف رکھتا ہے جسکی مختلف صورتیں متعین کر دی گئی ہیں سٹیٹ کو حق نہیں کہ ان مصارف کے علاوہ کسی دوسرے مصرف میں خرچ کرے۔

رب ذوالجلال ہم سب کو خدائی احکامات پر عمل کی توفیق سے نوازیں۔ آمین

مؤتمر المصنفین کی نئی علمی ادبی اور تحقیقی پیشکش

الارشاد

الی تحقیق

بانت سجاد

تصنیف: مولانا فیض الرحمن حقانی

مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ٹنک

برائے رابطہ: 0303-8359358

© rasailojaraid.com